اجالے تو دے گیا
نفیسہ سعید
پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

اجالے تو دے گیا

نفیسہ سعید

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

www.pakistanipoint.com

اجالے تو دے گیا

کتابی شکل : پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود ناولز بالکل مفت ہیں۔اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تا کہ جو لوگ وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے، سپر موڈز:صبا گل، تتلی ، ٹیم لیڈر:ایم وائی صائم ، مینجمنٹ:وقار یا ایکسٹو سے رابطہ کریں، شکریہ

وہ جلدی جلدی اپنا ہینڈ بیگ اٹھائی گیٹ سے باہر نکل آئی۔سامنے روڈ پر رکشہ والا انتظار میں کھڑا تھا لیکن رکشہ کے برابر موجود بائیک اور اس پر بیٹھے شخص کو دیکھتے ہی جویریہ کے ماتھے پر بل پڑگئے۔نیلی شلوار قمیص میں ملبوس اول جلول سے حلیہ والا وہ شخص جانے کون تھا جو پچھلے ایک ہفتہ سے جویریہ کو مسلسل پریشان کررہا تھا زبان سے تو خیر وہ کچھ نہ کہتا مگر اس کی حرکتیں ایسی تھیں جنہیں دیکھ کر بظاہر ایسا لگتا کہ وہ کوئی پاگل یا خبطی انسان ہو مگر جویریہ اندازہ لگا چکی تھی کہ ایسا کچھ نہیں ہے وہ ایک اچھا بھلا ہوش مند شخص ہے لیکن وہ یہ حرکتیں کیوں کررہا تھا اس کی وجہ فی الحال جویریہ کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی ابھی بھی وہ پیچ و تاب کھاتی رکشہ میں جا بیٹھی' رکشہ اسٹارٹ ہوتے ہی موٹر

سائیکل بھی اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی بلکہ اس سے تھوڑا سا آگے اور پھر شروع ہوگیا جوکروں والا روزانہ کا تماشا۔

''اوئے آگے سے ہٹو پتہ نہیں ہے میڈم آرہی ہے۔'' روزنہ استعمال ہونے والا اس کا مخصوص جملہ جو وہ رکشہ کے آگے آنے والی کسی موٹر سائیکل' گدھا گاڑی یا کسی بھی شخص کو دیکھ کر کہتا۔''اوئے اندھا ہوکر چل رہا ہے ہٹ آگے سے بڑی میڈم جارہی ہے۔'' اس کی آواز سن کر ایک پل کو جویریہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی ریاست کی شہزادی ہو جس کے آگے اس کا خادم لوگوں سے بھرا راستہ خالی کروا رہا ہو۔دوسرے ہی پل اچانک اس کی نگاہ روڈکے دائیں طرف کھڑے کچھ لوگوں پر پڑی جو اس کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔یک دم ہی اس کا پارہ ہائی ہوگیا اور وہ رکشہ والے پر چڑھ دوڑی۔

''کیا تماشا ہے' کون ہے یہ بیوقوف آدمی جسے تم روزانہ اپنے ساتھ لگا لاتے ہو۔''

''میں کہاں سے اپنے ساتھ لگا لاتا ہوں جی یہ تو میرے آنے سے پہلے ہی آپ کی گلی کے باہر کھڑا ہوتا ہے۔'' رکشہ والے نے اپنا شیشہ درست کرتے ہوئے پیچھے دیکھا جویریہ کو صاف محسوس ہوا وہ بھی مسکرا رہا ہے۔

’’ ’’ہاں تو تمہارا کام ہے اسے منع کرنا تم تو خود اپنے ساتھ یہ تماشا لیے پھرتے ہو اور خوب خوش ہوتے ہو۔جیسے کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہو۔‘‘ ظاہر ہے وہ شخص جو اس سارے تماشے کا موجب تھا۔اس کی دسترس سی فی الحال دور تھا۔ اس لیے سارا نزلہ قریب موجود غریب رکشہ والے پر ہی گرنا تھا۔

’’ ’’لو جی وہ کون سا ہمارے رکشہ میں بیٹھ کر یہ سب کررہا ہے۔وہ تو باہر روڈ پر ہے اور روڈ پر جاتے ہوئے کسی بندہ کو روک کر سوال جواب کرنا تو ہماری ڈیوٹی نہیں ہے نا۔‘‘ اس نے ایک بار پھر شیشے سے پیچھے دیکھا اور جویریہ کے چہرے پر چھائے غصہ کے تاثرات دیکھتے ہی فوراً بولا۔’’جانے دیں باجی! یہ کوئی پاگل ہے ورنہ کوئی ہوش مند آدمی ایسی حرکتیں نہیں کرتا۔‘‘ جویریہ نے جواب دینا مناسب نہ سمجھا اور خاموشی سے باہر دیکھنے لگی۔اسے سمجھ نہ آرہا تھا کہ یہ تماشہ مزید کتنے دن چلے گا۔آخر کبھی نہ کبھی تو یہ شخص تھک کر خود ہی ہمت ہار جائے گا۔اپنے دل کو تسلی دیتی وہ رکشہ سے اتر کر اپنے آفس کی بلڈنگ میں داخل ہوگئی۔نہیں جانتی تھی کہ اس کے دل میں آیا خیال محض خام ہے اور یہ شخص اتنی آسانی سے اس کا پیچھا نہیں چھوڑنے والا جس کا اندازہ اسے اگلے دو دن بعد اپنے آفس میں پیش آنے والے واقعہ سے ہوگیا۔

☆☆☆☆☆

جویریہ ایک بیوہ عورت تھی جس کی عمر لگ بھگ چھتیس سال تھی۔شوہر کی وفات کے بعد سے وہ دو بچوں کے ساتھ اپنے بھائی کے ساتھ والے گھر میں رہتی تھی خوش قسمتی سے وہ ایک سرکاری ملازمہ تھی اچھے محکمہ میں اچھی پوسٹ کی بدولت اسے اپنے بچے پالنے کچھ مشکل نہ تھے۔دونوں بیٹے اچھے اسکول میں زیرِ تعلیم تھے اور وہ ایک آرام دہ اور فکرِ معاش سے آزادانہ زندگی گزار رہی تھی کہ جانے یہ انجان شخص کہاں سے آگیا۔جس کا مقصد شاید اسے ہراساں کرنا تھا جو بھی تھا وہ یہ سب کچھ اپنے گھر میں کم از کم کسی کو بتانہ سکتی تھی کیونکہ اس کا چھوٹا بھائی پہلے ہی اس کی نوکری کے خلاف تھا۔اس طرح انہیں مزید بہانہ مل جاتا جویریہ کو گھر بٹھانے کا' جبکہ وہ کسی طور بھی اپنی اتنی اچھی ملازمت چھوڑنا نہ چاہتی تھی یہ ہی سبب تھا جو وہ اس بیوقوف آدمی کی حرکتیں پورے ایک ہفتے سے برداشت کررہی تھی مگر کیا کرتی مجبوری نے اس کی زبان پر تالے لگا دیئے تھے۔

☆☆☆☆☆

آج اس کا اسسٹنٹ ہدایت اللہ نہ آیا تھا کل شام کسی ایمرجنسی کی بدولت اسے حیدر آباد جانا پڑگیا تھا۔یہ ہی وجہ تھی کہ جویریہ کو آفس کا سارا کام اکیلے ہی ختم کرنا پڑا اور چونکہ آج اتفاق سے آفس میں رش بھی زیادہ تھا۔جس کے باعث وہ لنچ ٹائم تک اچھی خاصی تھک گئی' جیسے ہی لنچ بریک آیا اس نے جلدی جلدی

ساری فائلز سمیٹی اور سامنے رکھا فون اپنی جانب بڑھایا تاکہ ایڈمن بلاک میں موجود اپنی دوست عنبرین کو کال کرسکے۔اس کا ارادہ آج باہر جاکر لنچ کرنے کا تھا مگر قبل اس کے کہ وہ کال ملاتی اس کے آفس کا داخلی دروازہ کھولتا ہوا آفس بوائے سبحان اندر داخل ہوا جس کے ہاتھ میں موجود بازاری لنچ بکس اور کولڈڈرنک دیکھ کر جویریہ چونک اٹھی۔جویریہ کے کسی بھی سوال سے قبل' سبحان نے ہاتھ میں پکڑا باکس اس کے سامنے ٹیبل پر رکھ دیا' ساتھ ہی پلاسٹک کی پلیٹ چمچ اور کانٹا بھی جو شاید آفس کے کچن سے لایا تھا۔

'میرا لنچ...؟" جویریہ نے حیرت سے اپنے سامنے رکھے گئے باکس کو دیکھا جس پر کسی اچھے ریسٹورنٹ کا ٹریڈ مارک جگمگا رہا تھا۔"مگر میں نے تو لنچ آڈر نہیں کیا پھر یہ ڈلیوری کیسے ہوئی؟" وہ سمجھی شاید سبحان کسی کا غلط آڈر اس کے روم میں لے آیا ہے۔

'نہیں جی آپ نے آرڈر نہیں کیا یہ تو آپ کے لئے مشتاق صاحب نے منگوایا ہے۔" سبحان نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔

'کون مشتاق صاحب؟" جویریہ کو سوچنے سے بھی یاد نہ آیا کہ اس کے آفس میں کوئی مشتاق نامی شخص موجود ہے۔

'وہ جی جو روز آپ کے ساتھ آتے ہیں۔" سبحان ابھی بھی مسکرا رہا تھا۔

’ ’میرے ساتھ...!‘‘ ایک دم جویریہ کے ذہن میں چھما کا سا ہوا۔

’ ’کہاں ہیں وہ؟‘ ‘

’ ’وہ سامنے والے روم میں یونین انچارج کاشف صاحب کے ساتھ ہے۔آج اس نے یونین کے تمام لوگوں کے لیے لنچ منگوایا ہے بڑا اچھا بندہ ہے جی۔‘‘ وہ جانے اور بھی کیا کہہ رہا تھا مگر جویریہ کا دماغ سن ہونے کے باعث اسے کچھ بھی سنائی نہ دے رہا تھا۔

’ ’اٹھائو یہ لنچ یہاں سے۔‘‘ ابھی جانے وہ اور کیا کہتا جویریہ اس کی بات کاٹتے ہوئے چلائی۔سبحان ڈر گیا جلد سے آگے بڑھ کر لنچ باکس اٹھالیا۔

’ ’دفع ہوجائو اور خبردار اگر دوبارہ کبھی تم اس طرح میرے آفس میں بنا میری اجازت میرے لیے کچھ لے کر آئے۔‘‘ سبحان ڈرگیا۔جلدی جلدی آگے بڑھ کر جویریہ کے ٹیبل پر رکھا سارا سامان اٹھایا اور دم دبا کر بھاگ گیا جبکہ جویریہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا کر وہیں بیٹھی رہ گئی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ بندہ جس کا ابھی ابھی سبحان نے مشتاق نام بتایا اس سے کیا چاہتا ہے لیکن یہ ضرور تھا کہ ہر گزرتا دن اس شخص کے حوالے سے جویریہ کی پریشانی میں اضافہ کررہا تھا۔

اور پھر مشتاق جیسے اس کے آفس کا ایک حصہ بن گیا۔ کبھی کاریڈور اور کبھی یونین کا آفس اس کے بیٹھنے کی جگہ بن گئیں اکثر وہ آفس گیٹ کے باہر بیٹھے پولیس اہلکاروں کے ساتھ بھی نظر آتا یہاں تک کہ جویریہ جب بھی کسی دوسرے سیکشن میں جانے کے لیے اپنے آفس سے باہر نکلتی تو مشتاق کو یہاں وہاں موجود پاتی' پھر وہ ایک دن یونین کے صدر کاشف کے سامنے گرم ہوگئی جب اسے پتہ چلا کہ مشتاق اس کے ساتھ نیچے گودام میں بیٹھ کر چرس پیتا ہے یہ خبر ملتے ہی وہ یونین آفس جاپہنچی۔

' 'تم نیچے گودام میں چرس پیتے ہو؟'' کاشف کے سامنے جاتے ہی اس نے کھٹاک سے سوال کیا۔

' 'خیریت ہے میڈم آج آپ میرے آفس کیسے آگئیں؟'' اس کے سوال کو قطعی نظر انداز کرتا کاشف قدرے لاپروائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا۔

' 'میرے سوال کا جواب دو تم نیچے گودام میں غیر متعلقہ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر چرس پیتے ہو؟' '

' 'غیر متعلقہ میں صرف آپ کے مشتاق صاحب آتے ہیں اگر ان کے چرس پینے پر آپ کو اعتراض ہے تو بخدا آج ہی منع کردوں گا۔'' کاشف نے اس کی بات کو اپنے مطلب کے رنگ میں ڈھال لیا اور مسکراتا ہوا بولا۔

وہ کچھ پزل سی ہوگئی سمجھ میں نہ آیا کہ اب کیا کہے یہ ہی وجہ تھی جو مزید کوئی تکرار کیے بغیر وہ وہاں سے نکل کر عنبرین کے سیکشن میں آگئی تاکہ اپنا سارا مسئلہ اس سے ڈسکس کرسکے کیونکہ وہ نہ صرف اس کی اچھی دوست تھی بلکہ اس کا دیا ہوا مشورہ بھی بہترین ہوتا۔ابھی بھی اس کی بات سنتے ہی وہ فوراً بول اٹھی۔

''میرا خیال ہے پہلی فرصت میں تم اپنی گاڑی خریدلو۔''

''میں گاڑی نہیں رکھ سکتی تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میرے دونوں بیٹے ابھی کم سن ہیں' بھائی پہلے ہی مکان' راشن اور ان کے اسکول کے حوالے سے کئی جگہ میرے کام آتے ہیں اب ایسے میں ایک گاڑی لینا پھر اس گاڑی کے تحت پیدا ہونے والی کسی بھی صورت حال پر ان لوگوں کی منتیں کرنا میرے لیے ناممکن ہے اور رکشہ ویسے بھی گاڑی کے مقابلے میں مجھے زیادہ آسان سواری لگتی ہے۔میں اکیلی عورت گاڑی کا جھنجھٹ نہیں پال سکتی۔''

''تو پھر ایسا ہے کہ واپسی میں' تمہیں میں ڈراپ کردیا کروں گی کیونکہ تمہیں گھر جاتے جاتے شام ہوجاتی ہے' ایسے میں میرے ساتھ چونکہ ڈرائیور ہوتا ہے تو کم از کم تمہارا واپسی کا سفر کچھ تو پریشانی سے دور ہوجائے گا۔'' اس صورت حال میں عنبرین کو بھی سمجھ نہ آرہا تھا کہ وہ جویریہ کو کیا مشورہ دے فی الحال

اس کی بات سن کر جویریہ بھی خاموش ہوگئی لیکن آنے والے چند روز اس کی پریشانی مزید بڑھا گئے۔

☆☆☆☆☆

''ماما میرا پوائنٹر ختم ہوگیا ہے۔'' جویریہ رات کا کھانا ٹیبل پر لگا رہی تھی جب اس کے چھوٹے بیٹے عبدالمعیز نے اسے پکارا۔

''صبح اسکول سے لے لینا۔'' جویریہ نے جواب دینے سے قبل گھڑی پر ایک نظر ڈال کر ٹائم دیکھ لیا تھا تقریباً ساڑھے دس ہوچکے تھے' اسٹیشنری کی دکان ان کے گھر سے خاصی دور تھی۔

''مگر میرا تو ابھی ہوم ورک باقی ہے۔'' سات سالہ عبدالمعیز نے اندر سے جواب دیا۔''اچھا چلو میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں عبدالمقید گیٹ کی کنڈی لگالو ہم ابھی آرہے ہیں۔'' عبدالمقید اور عبدالمعیز دونوں جڑواں تھے۔عبدالمقید نے اپنے کارٹون دیکھنے کا عمل چند منٹ کے لئے منقطع کرکے بمشکل باہر کی کنڈی لگائی جویریہ نے عبدالمعیز کا ہاتھ تھاما اور آہستہ آہستہ چلتی اسٹیشنری شاپ تک پہنچ گئی۔

''پوائنٹر کے علاوہ بھی کچھ اور لینا ہے تو لے لو' میرے لیے بار بار آنا مشکل ہوجاتا ہے۔'' عبدالمعیز کو ہدایت دے کر جیسے ہی وہ پلٹی اپنے پیچھے کھڑے

شخص کو دیکھ کر یک دم ساکت ہوگئی اس کے بالکل پیچھے مشتاق کھڑا پورے دانت کھولے مسکرا رہا تھا' وہ فوراً دکان کے کاؤنٹر کی جانب مڑ گئی۔

''پلیز عامر بھائی پہلے مجھے فارغ کردیں۔'' محلے دار ہونے کے باعث وہ اس دکان والے کو جانتی تھی' اس دل گھبرا رہا تھا وہ جلدی جلدی عبدالمعیز کا مطلوبہ سامان لے کر واپس گھر پہنچی' گیٹ کی گھنٹی زور زور سے بجائی اسی دوران وہ پیچھے پلٹ کر باربار دیکھ رہی تھی گلی کے نکڑ پر وہ ڈھیٹ شخص موجود تھا وہ کیا چاہتا تھا... اور کیوں یہ سب کررہا تھا؟ یہ سب سوچ سوچ کر جویریہ کو لگ رہا تھا جیسے وہ پاگل ہوجائے گی اندر داخل ہوتے ہی اس نے عبدالمعیز اور عبدالمقید دونوں کو اپنے پاس بلوایا اور ہدایت کی۔

''اگر میں کبھی گھر پر موجود نہ ہوں تو جب تک میری آواز نہ سنو گیٹ کی کنڈی نہ کھولنا۔'' اس ہدایت کے بعد اس نے وین والے کریم بھائی کا نمبر ملایا۔

''کریم بھائی پلیز... آپ عبدالمعیز اور عبدالمقید کو میرے گھر کا گیٹ کھول کر اندر چھوڑ جایا کریں آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔'' بچوں کے پاس گھر کی چابی موجود تھی' یہ سب ہدایت دے کر وہ کچھ پُرسکون سی ہوئی لیکن اس ساری رات اسے

اپنے خواب میں مشتاق آکر ڈراتا رہا اور مشتاق کے خوف نے اسے ڈھنگ سے سونے بھی نہ دیا اور پھر ایک دن تو مشتاق نے اسے حیران ہی کر دیا۔

☆☆☆☆☆

آج اتوار تھا۔ صبح سے اپنی کام والی کے ساتھ مل کر سارے گھر کے صفائی کی پھر نہا دھو کر فارغ ہونے کے بعد اپنے دونوں بچوں کے ساتھ بڑے بھائی کی طرف آگئی۔ کیونکہ آج دوپہر کے کھانے پر اس کی بھابی نے اسے بضد اصرار بلایا تھا اور بچے بھی یہاں آکر بہت خوش ہوتے تھے بھائی کے گھر پہنچ کر پتہ چلا کہ ڈرائنگ روم میں پہلے سے ہی کوئی مہمان موجود ہے۔

''اندر کون ہے؟'' ڈرائنگ روم کا دروازہ بند دیکھ کر اس نے کچن میں کھانا تیار کرتی حمیرا بھابی سے سرسری انداز میں سوال کیا۔

''بابا کے کسی دوست کا بیٹا ہے گورنمنٹ کے کسی اچھے ادارے میں ملازم ہے جانے آج کیسے بابا کا پوچھتا ہوا یہاں ہمارے گھر آگیا اور اب جب علم ہوا کہ ان کی وفات ہوگئی تو رو پڑا کہہ رہا ہے کہ جب وہ چھوٹا تھا تو بابا ہمیشہ گائوں اس کے گھر ہی جاتے تھے اور وہ انہیں اپنے باپ کی جگہ سمجھتا تھا۔'' جویریہ جانتی تھی کہ اس کے بابا کا تعلق ایک گائوں سے ہے ان کی کچھ زمینیں بھی تھیں جو ان بہن بھائیوں نے بابا کی وفات کے بعد بیچی تھیں لیکن حقیقت یہ تھی کہ وہ

اپنے بچپن میں گائوں ضرور گئی تھی لیکن پڑھائی کا عمل شروع ہونے کے بعد ان کا گائوں جانا قدرے کم ہوگیا اور پھر دادا جی کی وفات کے بعد تو وہ کبھی بھی نہیں گئی۔

''اچھا...'' مختصر جواب دے کر اس نے ٹوکری اٹھائی اور باہر آگئی تاکہ سلاد تیار کرسکے اسی وقت عبدالمقید دوڑتا ہوا کمرے میں آیا اس کے ہاتھ میں پانچ ہزار کا نوٹ تھا۔

''یہ مجھے انکل نے دیا ہے۔'' ماں کے ہاتھ میں پیسے تھماتے وہ خوشی خوشی بولا۔

''اتنے پیسے...'' نوٹ ہاتھ میں لیے وہ حیران ہوگئی اور پھر فوراً جاکر ڈرائنگ روم کا اندرونی جانب کھلنے والا دروازہ بجا دیا اگلے ہی پل اسد بھائی باہر نکل آئے۔

''یہ اتنی ساری رقم عبدالمقید کو کس نے دی؟''

''مشتاق بھائی نے دیئے ہیں پانچ ہزار تمہارے دونوں بچوں کے لیے ہیں رکھ لو گائوں کا سیدھا سادا آدمی ہے واپس کیے تو ناراض ہوجائے گا۔'' باقی ساری باتیں تو ثانوی تھیں اہم وہ نام تھا جو سب سے پہلے جویریہ کے کانوں میں پڑا وہ چونک اٹھی مگر یہ وقت بھائی سے کچھ کہنے کا نہ تھا پہلے وہ دیکھنا چاہتی تھی آیا اس کے دل میں آیا خیال درست ہے یا غلط اور یہ اس وقت ہی ممکن ہوسکتا تھا جب

وہ اپنی آنکھوں سے ڈرائنگ روم میں موجود شخص کو دیکھ پاتی۔اسی لیے ہی وہ جلدی جلدی سلاد کاٹ کر اوپر ٹیرس میں آگئی جہاں سے ان کے گھر کا داخلی دروازہ صاف دکھائی دیتا تھا' اسے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا اور تقریباً پندرہ منٹ بعد ڈرائنگ روم میں موجود شخص باہر نکل آیا' جس پر نظر پڑتے ہی جویریہ کے بدترین اندیشے کی تصدیق ہوگئی وہ مشتاق خبطی ہی تھا جو اس وقت بڑی گرم جوشی کے ساتھ اس کے بھائی سے گلے مل کر رخصت ہورہا تھا۔جویریہ کا دل چاہا ابھی نیچے جاکر بھائی کے سامنے اس کی حقیقت بیان کردے مگر وہ ایسا نہ کرسکی کیونکہ وہ ایک مجبور عورت تھی اور ڈرتی تھی کہ کہیں کاشف کی طرح یہاں بھی اس کی بات کو غلط رنگ نہ دے دیا جائے۔اس لیے خاموشی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آگئی مگر اس کی یہ خاموشی ہر گزرتے دن کے ساتھ اسے نقصان دے رہی تھی۔ جس کا اندازہ مشتاق کی اپنے بھائی کے ساتھ دوستی دیکھ کر اسے ہوا ضرور مگر وہ سمجھ نہ پائی کہ ساری بات کس طرح کی جائے کہ اس پر کوئی الزام نہ آئے اور اسی شش و پنج میں اسے کئی دن بیت گئے۔

☆☆☆☆☆

گزرنے والے دنوں میں اسے علم ہوا کہ مشتاق کسی منسٹر کا خاصا سر چڑھا آدمی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ یہاں اس محکمہ میں بھی اس کی خاصی عزت ہے کیونکہ اس

کے ذریعے مختلف لوگ اپنے چھوٹے چھوٹے کام نکلواتے اور ان کے الو سیدھے کرنے کے بہانے وہ سارا دن جویریہ کے آفس کے پاس منڈلاتا رہتا۔جویریہ ہر ممکن کوشش کرتی کہ اسے نظر انداز کردے مگر پھر کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ ہوجاتا جو اس کا بلڈ پریشر بڑھانے کا سبب بن ہی جاتا۔ابھی کل ہی اس کا اتفاقیہ طور پر کاشف سے ٹکرائو ہوگیا۔اس وقت جب وہ آفس کے اندر داخل ہورہی تھی کاشف نے اسے دیکھتے ہی فوراً سلام جھاڑا۔

''وعلیکم السلام۔'' مختصر جواب دے کر اس نے چاہا کہ آگے نکل جائے جب اسے کاشف نے وہیں رک جانے پر مجبور کردیا۔

''مبارک ہو میڈم مشتاق صاحب تو آپ کے دور کے رشتہ دار نکل آئے۔''

''اب یہ تم سے کس نے کہہ دیا؟'' باوجود غصہ کے اس نے اپنا لہجہ پُرسکون رکھا۔

''ارے اس نے خود بتایا ہے شاید آپ کے والد سے اس کے والد کا کوئی رشتہ تھا' آپ لوگ دونوں پیچھے سے ایک ہی گائوں کے ہیں۔''

''اچھا ہوسکتا ہے مگر مجھے علم نہیں۔'' بلاوجہ الجھنے سے زیادہ بہتر تھا کہ لاعلمی کا اظہار کردیا جائے جو اس نے اس وقت کیا اور خاموشی سے اپنے کمرے میں

آگئی۔ابھی اس بات کو دو دن بھی نہ گزرے تھے کہ سبحان نے اندر آکر اطلاع دی۔

’ ’میڈم آپ سے ملنے کوئی خاتون آئی ہیں؟‘ ‘

’ ’بھیج دو۔‘‘ اس کی ملازمت ایسی تھی کہ کسی بھی وقت کوئی ضرورت مند مرد یا عورت اس سے ملنے آسکتے تھے‘ سبحان سے کہہ کر وہ اپنے سامنے رکھی فائلیں دیکھنے میں مصروف تھی جب وہ خاتون اندر داخل ہوئی اور اس کے وجود سے اٹھی تیز پرفیوم کی مہک جویریہ کے نتھنوں میں بری طرح گھسی اس نے سر اٹھا کر دیکھا‘ قدرے سانولی سی رنگت والی وہ ایک عام سی عورت تھی جو اس کے سامنے رکھی کرسی پر آن بیٹھی۔

’ ’جی فرمائیں...‘‘ جویریہ نے اس کے بیٹھتے ہی اسے مخاطب کیا۔

’ ’مجھے جویریہ صاحبہ سے ملنا ہے؟‘ ‘

’ ’جی میں جویریہ ہی ہوں۔‘‘

’ ’آپ جویریہ ہیں۔‘‘ خاتون کے لہجہ میں حیرت اتر آئی۔’’آپ تو خاصی خوب صورت اور ویل ڈریسڈ خاتون ہیں۔‘‘ ستائشی جملوں میں اس کی جو تعریف کی گئی اس میں حیرت کا پہلو زیادہ نمایاں تھا‘ جویریہ سمجھ نہ سکی کہ وہ خاتون اتنی

حیران کیوں ہوگئی مگر اگلے ہی پل اس کی زبان سے ادا ہونے والے جملوں نے جویریہ کو حیرت زدہ کر دیا۔

' 'مجھے یقین نہیں آرہا آپ جیسی عورت کس طرح مشتاق جیسے مرد سے محبت کر سکتی ہے۔''

' 'دماغ خراب تو نہیں ہوگیا کیا بکواس کر رہی ہو تم۔'' باجوود غصہ کے اس نے اپنے لہجہ کو حتی الامکان دھیما رکھا تاکہ باہر موجود سبحان کے کانوں تک اس کی گفتگو کا ایک بھی لفظ نہ پہنچنے پائے۔

' 'میں وہ کہہ رہی ہوں میڈم جو مجھے مشتاق نے بتایا وہ میرا کزن ہے' اس کی بیوی شادی کے دوسرے سال بعد ہی فوت ہوگئی تھی تب سے وہ اسی طرح تن تنہا گھوم رہا ہے مگر اب جانے اسے کیا ہوا وہ آپ کی محبت میں اس بری طرح گرفتار ہوا ہے کہ سب کچھ بھلا بیٹھا ہے بلکہ اس کا تو کہنا یہ تھا کہ...

بہرحال وہ آپ سے شادی کا خواہش مند...'' اس عورت نے اپنا جملہ درمیان میں ہی ادھورا چھوڑ دیا مگر جویریہ سمجھ گئی کہ وہ کیا کہنا چاہتی تھی ساتھ ہی اسے یہ بھی احساس ہوگیا تھا کہ اس عورت پر بگڑنا بے کار ہے اس نے اسے تحمل سے اپنی بات سمجھانے کا سوچا۔

’’ ’’دراصل آپ سے مشتاق نے جو کچھ بھی میرے متعلق کہا وہ غلط ہے مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے لہذا براہ مہربانی آپ اسے سمجھائیں ہو سکتا ہے وہ آپ کی بات سمجھ جائے ویسے بھی ہمارے ہاں بیوہ عورت کی دوبارہ شادی کا رواج نہیں ہے۔‘‘ جویریہ کا آخری جملہ سراسر جھوٹ پر مبنی تھا مگر اس وقت اس کی سمجھ میں نہ آیا وہ کس طرح اس عورت کو آمادہ کرے کہ وہ مشتاق سے اس کا پیچھا چھڑادے۔

’’ ’’ٹھیک ہے میں کوشش کروں گی اسے سمجھانے کی۔‘‘ سامنے بیٹھی خاتون یک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔’’میری دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔اللہ مشتاق کو ہدایت دے۔‘‘ پھر جویریہ کے لاکھ روکنے کے باوجود نہ رکی اور اس کے آفس سے چلی گئی‘ مشتاق کا اس طرح کسی عورت کو جویریہ کے پاس بھیجنا‘ اس پر کم از کم یہ بات واضح کر گیا تھا کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہ رہا ہے اور اس بات کا اندازہ لگاتے ہی جویریہ کو ہنسی آگئی۔اس کی نظروں کے سامنے مشتاق کا اول جلول سا حلیہ گھوم گیا بڑھی ہوئی داڑھی‘ اندر کو دھنسی آنکھیں‘کالے ہونٹ‘ شلوار قمیص کے ساتھ پائوں میں چپل پھنسائے مشتاق جویریہ جیسی خوب صورت عورت کے عشق میں گرفتار ہوگیا تھا سچ ہے محبت نہیں دیکھتی کہ کس سے ہونے جارہی ہے۔ہوسکتا ہے اس بات کے بعد جویریہ کا دھیان مکمل طور پر مشتاق سے

ہٹ جاتا اگر اس کے بعد وہ اپنی حرکتوں سے باز آجاتا' مگر مشتاق نے اپنی حرکتوں سے جویریہ کو اتنا زچ کیا کہ بحالت مجبوری وہ ایک دن اس کی شکایت لے کر ایم ڈی کے آفس جا پہنچی۔

☆☆☆☆☆

ایک دن دوپہر میں وہ کسی ضروری میٹنگ میں شرکت کے بعد جب واپس آفس لوٹی تو ٹیبل پر رکھا میٹھائی کا ڈبہ دیکھ کر حیران رہ گئی اسے ایسا بھی لگا جیسے ہدایت اللہ نے اسے اچانک آفس میں داخل ہوتا دیکھ کر میٹھائی چھپانے کی کوشش بھی کی ہے جس میں وہ بری طرح ناکام ہوچکا تھا۔

''یہ مٹھائی کہاں سے آئی؟'' سیٹ پر بیٹھتے ہوئے اس نے سرسری سے انداز میں سوال کیا۔

''کاشف کے آفس سے؟''

''کیوں کیا آج کوئی الیکشن تھا یونین کا؟'' عام طور پر یونین آفس سے مٹھائی الیکشن کے بعد ہی آیا کرتی تھی۔

''نہیں وہ کہہ رہا تھا کہ...'' ہدایت اللہ اس کے ساتھ پچھلے آٹھ سالوں سے ایک ہی ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا تھا اس حوالے سے دونوں میں اچھی خاصی

دوستی تھی' اس کے جملہ ادھورا چھوڑنے پر جویریہ سمجھ گئی کہ کوئی خاص بات ہے۔

' 'کیا کہہ رہا تھا کاشف پوری بات بتائو رک کیوں گئے ہو...؟' '

' 'یہ مٹھائی مشتاق نے سارے آفس میں بانٹی ہے۔'' اب ہدایت اللہ کو بتانا پڑا کہ مٹھائی بھیجنے والا اصل شخص کون ہے۔

' 'خبطی مشتاق کہو نا؟''ساتھ ہی وہ ہنس دی۔''شادی کرلی ہے کیا اس نے؟ ' '

' 'پتہ نہیں کیا سین ہے وہ پاگل آدمی تو سب سے کہہ رہا ہے کہ تمہارا اس سے رشتہ طے ہونے والا ہے۔''

' 'واٹ...'' جویریہ کو حیرت کا ایسا شدید جھٹکا لگا کہ وہ فوراً کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

' 'ریلکس یار...'' اس کے شدید ردعمل نے ہدایت اللہ کو پریشان کردیا۔

' 'ایسی کی تیسی اس پاگل کی' اب یہ مجھ سے نہیں بچے گا۔'' اپنا ہینڈ بیگ اٹھائے وہ آفس سے باہر نکل گئی ہدایت اللہ سمجھ نہ پایا کہ وہ کیا کرنے جارہی ہے' جویریہ آفس سے نکل کر سیدھی ایم ڈی کے آفس جاپہنچی جہاں سامنے کائونٹر

پر ان کا پی اے امجد موجود تھا۔امجد اس کا غصہ سے سرخ چہرہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

' 'کیا ہوا میڈم خیریت ہے؟' '

' 'مجھے لغاری صاحب سے ملنا ہے۔ابھی اسی وقت بہت ضروری کام ہے۔'' وہ شدید غصہ میں تھی جس کا اندازہ امجد کو ہوچکا تھا۔وہ بنا کچھ کہے اندر آفس چلا گیا اور پھر ایک ہی سیکنڈ میں واپس آگیا۔

' 'چلی جائیں میڈم سر آپ کو بلا رہے ہیں۔'' امجد کے گرین سگنل دیتے ہی وہ اندر آفس میں چلی گئی لغاری صاحب پچاس' پچپن کے لگ بھگ ایک کافی سمجھ دار آدمی تھے جو اپنے ادارے میں کام کرنے والی ہر عورت کی بے حد عزت کرتے تھے' جویریہ نے سلام کے بعد ہی مشتاق کے حوالے سے تمام بات ان کے گوش گزار کردی اس دوران وہ مسلسل رو بھی رہی تھی اس کے ہر لفظ نے لغاری صاحب کو حیرت زدہ کردیا' بنا اسے کوئی جواب دیے انہوں نے گھنٹی بجائی اگلے ہی پل امجد اندر آگیا۔

' 'صفدر خان کو بلائو۔'' صفدر ایم ڈی کا ڈرائیور تھا جو غالباً ان کی سیکیورٹی کے فرائض بھی انجام دیتا تھا امجد کے واپس جاتے ہی پانچ منٹ کے بعد لحیم شحیم صفدر خان اندر داخل ہوا' ابھی تک جویریہ کی سمجھ میں نہ آیا تھا کہ آخر لغاری

صاحب کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔"خان ان بی بی کے ساتھ جائو اور جو بندہ یہ تمہیں بتائیں اسے اٹھا کر یہاں میرے آفس لے آئو۔"

'اوکے سر..." خان نے مؤدبانہ انداز میں جھک کر جواب دیا۔

'جویریہ... یہ میرا خاص آدمی ہے قابل اعتماد اور قابل بھروسہ یہ آپ کے ساتھ جائے گا۔" اب لغاری صاحب اس سے مخاطب ہوئے۔"آپ صرف اتنی زحمت کریں کہ اس بندے کی نشاندہی کردیں' کون ہے؟ پھر باقی معاملات ہم بعد میں دیکھتے ہیں۔" لغاری صاحب کی بات سنتے ہی وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

جویریہ ان کا شکریہ ادا کرتی صفدر خان کو ساتھ لیے اپنے ڈپارٹمنٹ آگئی۔ہدایت اللہ اس کے ساتھ خان کو دیکھ کر سمجھ گیاکہ وہ کہاں گئی تھی؟ صفدر خان آفس کے اندر موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا' ابھی اسے یہاں بیٹھے بمشکل پندرہ منٹ ہی ہوئے ہوں گے کہ حسب عادت بنا اجازت کے مشتاق اپنے مخصوص انداز میں چلتا اندر آفس میں داخل ہوا اور جویریہ کو دیکھتا ہوا ہدایت کی جانب بڑھا اور بڑے اسٹائل سے بولا۔

'ہدایت صاحب میں سب کو پارٹی دے رہا ہوں بتادیں آپ نے کیا کھانا ہے؟ آپ کے لئے بھی منگوادوں۔" اس کا جملہ سنتے ہی ہدایت نے گھبرا کر ایک

نظر جویریہ کے سرخ چہرے پر ڈالی اس سے قبل وہ مشتاق کو کوئی جواب دیتا مشتاق جویریہ کی سمت پلٹا۔

'' 'میڈم جی آپ بھی بتادیں کیا کھائیں گی؟ آخر آپ کے اعزاز میں تو سارا اہتمام ہے۔'' خاصے لوفرانہ انداز میں ایک آنکھ دباتا وہ جویریہ کو دیکھ کر مسکرایا اور بس پھر ایک لمحہ لگا صفدر خان تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور آگے بڑھ کر مشتاق کی گردن اپنی آہنی گرفت میں لے لی۔

'' 'یہ ہی بندہ ہے میڈم۔'' وہ مشتاق کو دبوچے جویریہ سے مخاطب ہوا۔ جویریہ نے بمشکل اپنے حلق میں آیا تھوک نگلا اور ایک غصہ بھری نگاہ سامنے کھڑے مشتاق پر ڈالی۔

'' 'کیا ہوگیا سائیں میری گردن تو چھوڑو توڑو گے کیا۔'' ڈھیٹ مشتاق نے صفدر کی گرفت سے خود کو آزاد کروانے کے لیے پورا زور لگاتے ہوئے دہائی دی' صفدر بنا جواب دیئے اسے گھسیٹتا ہوا باہر نکل گیا اور اگلے پندرہ منٹ بعد جویریہ کو ایم ڈی آفس سے بلاوا آگیا۔جب وہ وہاں پہنچی تو دیکھا مشتاق زمین پر بھیگی بلی بنا بیٹھا تھا' جب کہ ایم ڈی کے سامنے کرسی پر کاشف بھی موجود تھا۔

'' 'آجائیں بی بی۔'' لغاری صاحب اپنے مخصوص انداز میں اس سے مخاطب ہوئے۔

’’سر... یہ جو کچھ کرتا ہے اس میں کاشف صاحب کی پوری حمایت شامل ہوتی ہے۔اس کا ہر عمل ان صاحب کی شہہ پر ہوتا ہے۔‘‘ وہ کاشف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

’’ارے میرا نام کیوں لے رہی ہیں بلاوجہ مجھے مت گھسیٹیں۔‘‘کاشف اس کی باتیں سنتے ہی تڑپ اٹھا۔

’’اور سائیں میری خطا بھی تو بتائیں مجھے یہاں کیوں بٹھا رکھا ہے۔‘‘کاشف کے بولتے ہی مشتاق نے بھی واویلا مچادیا۔

’’بکواس بند کرو اپنی۔‘‘ پیچھے کھڑے صفدر نے ایک زور دار پائوں اس کی کمر پر مارا۔

’’کہاں کام کرتے ہو تم؟‘‘ لغاری صاحب نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا جواب میں مشتاق نے جلدی سے اپنے محکمہ کا نام بتادیا۔

’’سر یہ منسٹر اکرام الٰہی کا خاص بندہ ہے بلکہ اس کا کہنا تو یہ ہے کہ اکرم صاحب اس کے کزن بھی ہیں۔‘‘ یہ جواب کاشف کی جانب سے آیا تھا۔

’’یہ اگر وزیر اعظم کا کزن ہو تو بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔میرے نزدیک سب سے اہم وہ شخص ہے جو میرے آفس میں میرے ساتھ کام کرتا ہے اور خاص طور پر ایک عورت کی عزت میرے لیے ہر بات سے زیادہ اہم ہے گھر

سے نکلنے والی ہر عورت ٹائم پاس نہیں ہوتی۔ان کی عزت کرنا سیکھو تاکہ دوسرے تمہارے گھر میں موجود تمہاری عورتوں کی بھی عزت کریں۔" لغاری صاحب نے کاشف کو گھورتے ہوئے سخت لہجے میں جواب دیا' کاشف شرمندہ ہوکر رہ گیا۔

' 'معافی مانگو میڈم سے اور آئندہ کبھی اس آفس میں دوبارہ نظر مت آتا ورنہ تم اور تمہارے یہ یونین والے صاحب دونوں جیل کی ہوا کھاتے نظر آئوگے۔" لغاری صاحب کے کہتے ہی مشتاق نے ایک نظر جویریہ کے سرخ چہرے پر ڈالی اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

' 'آواز نہیں آئی صاحب نے کیا کہا ہے؟" اسے اپنی جگہ کھڑا دیکھ کر صفدر نے پیچھے سے ٹوکا دیا۔جواباً مشتاق خاموشی سے آگے بڑھا اور عین جویریہ کے سامنے جاکھڑا ہوا۔

' 'معاف کردیں میڈیم جی... آئندہ آپ کو نظر نہیں آئوں گا۔" جویریہ نے ایک نظر اسے دیکھا۔وہ بھی سیدھا اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا' جانے اس کی آنکھوں میں ایسا کیا تھا کہ جویریہ گھبرا اٹھی اسے واضح طور پر مشتاق کی آنکھوں میں ایک شیطانی چمک نظر آئی ہوسکتا ہے یہ اس کا وہم بھی ہو لیکن جو بھی تھا یہ طے تھا کہ جویریہ اس وقت مشتاق سے ڈر گئی تھی۔

' 'اٹس اوکے۔" وہ آہستہ سے بولی۔

''اس سے ایک معافی نامہ لکھوا لو' ساتھ ہی شناختی کارڈ کی کاپی بھی لگا دو اور اسے آفس میں جمع کرا دو۔'' لغاری صاحب نے اپنے سامنے کھڑے امجد کو ہدایت دی۔

''ٹھیک ہے سر۔'' امجد نے مودبانہ انداز میں انہیں جواب دیا۔ساتھ ہی صفدر مشتاق کو بازو سے پکڑ کر باہر لے گیا ان کے کمرے سے باہر نکلتے ہی کاشف بھی اپنی سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں جائوں سر۔''

''ہاں لیکن یاد رکھنا آج کے بعد یہ شخص مجھے اس ادارے میں دوبارہ نظر نہ آئے ورنہ اس کے ذمہ دار تم ہوگے۔''

''اوکے سر۔'' نہایت شریفانہ انداز سے کہتا' کاشف کمرے سے باہر نکل گیا۔

''تھینک یو سر... مجھے سمجھ نہیں آرہا میں آپ کا شکریہ کس طرح ادا کروں۔'' وہ لغاری صاحب کی صدق دل سے مشکور تھی۔

''شکریہ اداکرنے کی ضرورت نہیں ہے بی بی آپ اس ادارے کے اندر ہماری ذمہ داری ہیں اور اگر یہاں کوئی آپ کے ساتھ غلط حرکت کرتا ہے تو یہ بات ہمارے لیے باعث شرم ہے کہ ہم اپنی بہن' بیٹیوں کی حفاظت نہیں

کرسکتے۔" جویریہ واپس اپنے آفس میں آگئی' اس کے بعد اسے کبھی بھی وہاں مشتاق دوبارہ نظر نہ آیا' ظاہری طور پر تو وہ اس کی زندگی سے نکل چکا تھا کبھی کبھی تو اسے ایسا لگتا جیسے اس نے مشتاق نامی کوئی بھیانک خواب دیکھا تھا لیکن اس کے سر پر سوار مشتاق کا بھوت آہستہ آہستہ غائب ہورہا تھا جب اچانک ایک ایسا واقعہ پیش آگیا جس نے مشتاق کو اس کی زندگی میں ایک بار پھر لاکھڑا کیا۔ جویریہ کچھ دنوں سے کافی پریشان تھی جس کی وجہ اس کا حالیہ ہونے والا ٹرانسفر تھا جو ایک ایسے دور دراز علاقے میں ہوگیا تھا جو نہ صرف اس کے گھر سے خاصا دور تھا بلکہ وہاں اکثریت مردانہ اسٹاف کی تھی اور سب سے اہم بات یہ کہ وہ علاقہ دہشت گردی اور ڈکیتی و رہزنی کے معاملے میں بھی خاصا بدنام تھا' ٹرانسفر آرڈر وصول کرنے سے پہلے جویریہ نے ہر ممکن کوشش کی کہ وہ کسی طرح اپنا متوقع ٹرانسفر رکوا سکے مگر فی الحال اسے کوئی خاص کامیابی نہ ہوئی اور اُمید تھی کہ آنے والے ماہ تک اسے وہاں بھیج دیا جائے گا جویریہ کو محسوس ہورہا تھا کہ اگر ایسا ہوا تو اسے شاید اپنی ملازمت سے ہاتھ دھونا پڑے گے کیونکہ وہ کسی بھی صورت وہاں جاکر ملازمت جاری نہ رکھ سکتی تھی وہ اسی شش وپنج میں گرفتار تھی کہ اگلا ماہ آگیا اس کے سیکشن کے توصیف صاحب کا ٹرانسفر آرڈر آگیا جسے دیکھ کر وہ یوں ہی بولی اٹھی۔

’’توصیف صاحب تو چل دیئے لگتا ہے اب میرا بھی دو چار دن میں چل چلائو ہونے والا ہے۔‘‘

’’آپ کہاں جارہی ہیں میڈم؟‘‘ ہدایت اللہ نے اسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

’’میرا بھی ٹرانسفر ہوگیا ہے توصیف صاحب کے ساتھ‘ اب دیکھو قسمت میں کیا لکھا ہے ٹرانسفر یا استعفیٰ اور تم ایسے پوچھ رہے ہو جیسے تمہیں کچھ بھی علم نہیں لیکن ابھی آپ کے آرڈر تو نہیں آئے نا۔‘‘

’’ہوسکتاہے ایک دو دن تک آجائیں۔آپ ایڈمن سیکشن سے معلوم کرلیں جہاں تک میرا خیال ہے آپ کا ٹرانسفر رک گیا ہے۔‘‘ ہدایت اللہ کی جانب سے دی جانے والی یہ خبر جویریہ کے لیے خاصی حیران کن تھی۔

’’تمہیں کس نے کہا؟‘‘ وہ حیرت سے بولی۔

’’ایک اندازہ ہے کیونکہ آج تمام لوگوں کو ٹرانسفر آرڈر مل گئے ہیں سوائے آپ کے‘ اس لیے میرا خیال ہے جاکر ایڈمن سیکشن سے معلوم کرلیں۔‘‘ ہدایت اللہ کی بات سننے کے بعد جویریہ کے لئے مزید وہاں بیٹھنا محال ہوگیا اور وہ اپنے آفس کے ضروری کام ختم کرکے فوراً ایڈمن بلاک جاپہنچی جہاں جاکر اسے معلوم ہوا کہ ہدایت اللہ کی بات سو فیصد درست تھی اس کا ٹرانسفر واقعی رک گیا تھا۔وہ

حیران رہ گئی کیونکہ اس کی ہر کوشش آخری وقت تک ناکام ہوچکی تھی اس لئے وہ وہاں موجود کلرک عدنان کے پاس جاپہنچی۔

''میرا ٹرانسفر ہورہا تھا؟'' اس نے جاتے ہی عدنان سے سوال کیا۔

''جی میڈم لیکن اب نہیں ہورہا اوپر سے آرڈر آئے ہیں آپ کا ٹرانسفر کینسل ہوگیا ہے۔'' عدنان اپنے سامنے رکھی فائلیں درست کرتا ہوا بولا۔

''اوپر سے آرڈر۔'' یکے بعد دیگرے ملنے والی ایک نئی خبر۔''میں معلوم کرنا چاہتی ہوں اوپر سے کس کے آرڈر کے تحت میرا ٹرانسفر روکا گیا ہے۔'' وہ ٹیبل کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھ گئی جانے کیوں اسے عجیب سا محسوس ہورہا تھا ایسا کون تھا جس کے کہنے پر اس کا ٹرانسفر آرڈر کینسل کردیا گیا اور پھر کلرک عدنان کی تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ جاننے میں کامیاب ہوگئی کہ اس کا ٹرانسفر رکوانے کے پیچھے کس کا ہاتھ تھا اور یہ جان کر ہکابکا رہ گئی کہ اس ساری کارروائی کا سہرا خبطی مشتاق کے سر جاتا تھا۔

''آپ کو کوئی غلط فہمی تو نہیں ہوئی؟'' یہ سوال وہ کوئی دسویں بار عدنان سے پوچھ رہی تھی۔

''نہیں میڈم... میں نے جس سے معلوم کیا ہے اس کے پاس پکی اطلاع ہے اس سلسلے میں مشتاق ایک دوبار ہمارے آفس بھی آیا تھا۔اب جویریہ کے لئے

مزید کچھ جاننا بے کار تھا وہ خاموشی سے اٹھی اور اپنے سیکشن میں آگئی ہدایت اللہ کسی کام سے جاچکا تھا جویریہ کا سارا دن ایک بار پھر مشتاق کو سوچتے ہوئے گزر گیا مگر اس دفعہ اس کی سوچ میں تبدیلی آچکی تھی نفرت کی جگہ ہمدردی نے لے لی تھی اور اسے حیرت ہورہی تھی کہ اتنا سب کچھ ہونے کے باوجود وہ اس کے کام آسکتا تھا اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ آج تک مشتاق کو غلط سمجھ رہی تھی ان ہی سوچوں میں گھری وہ صبح آفس جاپہنچی اور بہت سوچنے کے بعد اس نے ہدایت اللہ کو پکارا۔ہدایت اللہ نے اس کی آواز پر پلٹ کر دیکھا' وہ اپنے ٹیبل کی دراز کھولے جانے کیا ڈھونڈ رہی تھی۔

' 'جی میڈم۔''

' 'تمہارے پاس مشتاق کا کوئی کونٹکٹ نمبر ہے۔'' دراز بند کرتی وہ سیدھی ہوئی اور آہستہ سے بولی۔

' 'خیریت۔'' ہدایت اللہ نے حیرت سے پوچھا۔

' 'ہاں... اس کا شکریہ ادا کرنا ہے کیونکہ اس کی کوشش سے میرا ٹرانسفر کینسل ہوا ہے تو میرا فرض بنتا ہے کہ اگر اس نے میری مدد کی ہے بنا کسی لالچ کے تو میں کم از کم اس کا شکریہ ہی ادا کردوں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا۔'' بات کے اختتام پر اس نے ہدایت اللہ سے تصدیق چاہی۔

''بالکل ٹھیک۔'' ہدایت اللہ کا نارمل رویہ یہ ظاہر کررہا تھا کہ وہ بھی جانتا ہے کہ اس ساری کارروائی کا سہرا مشتاق کے سر ہے اور پھر اس نے جویریہ کو خبطی مشتاق کا نمبر دے دیا چاہیے تو یہ تھا کہ وہ نمبر لے کر فوراً اسے فون کرتی مگر اگلے کئی دنوں تک اسے ٹائم ہی نہ ملا کہ وہ فون کرکے مشتاق سے بات کرسکتی۔اس دن بھی اتفاق سے وہ موبائل میں کسی کا نمبر تلاش کررہی تھی جب اچانک ایم کی لسٹ میں مشتاق سولنگی لکھا نظر آگیا۔

''اوہ میں بھی کتنی بھلکڑ ہوں اس غریب کو فون کرنا ہی بھول گئی بے چارا سوچ رہا ہوگا کہ کس قدر بے مروت عورت تھی پلٹ کر شکریہ کا ایک لفظ بھی نہیں کہا۔'' اسی سوچ کے تحت اس نے مشتاق کا نمبر ملایا' مسلسل بیل جارہی تھی مگر کسی نے فون اٹینڈ نہیں کیا' اس رات جویریہ نے بہت کوشش کی مگر اس کی مشتاق سے بات نہ ہوسکی' صبح وہ آفس نہ گئی کیونکہ وہ اپنی بھابی کے ساتھ دو دن کے لئے گائوں جارہی تھی۔وہاں جاکر بھی اسے مشتاق یاد نہ آیا' لیکن جب گائوں سے واپس آئی تو ایسے ہی ایک دن دوپہر میں مشتاق کا نمبر ملالیا دو یا تین بیل کے بعد کسی نے فون اٹھالیا۔

''ہیلو...'' دوسری طرف سنائی دینے والی آواز کسی عورت کی تھی۔

’’السلام علیکم! جی مجھے مشتاق صاحب سے بات کرنی ہے۔‘‘ بہت سوچ کے بعد بمشکل اس کے حلق سے مشتاق کا نام نکلا۔

’’آپ کون بات کر رہی ہیں؟‘‘

’’میں ان کی ایک کولیگ ہوں وہ میرے ساتھ آفس میں کام کرتے ہیں۔‘‘

’’حیرت ہے باجی! آپ ان کے آفس میں کام کرتی ہیں اور آپ کو یہ علم نہیں کہ آج مشتاق کا سوئم ہے مر گیا ہے وہ پرسوں صبح چھ بجے۔‘‘ ساتھ ہی وہ عورت رونے لگی لیکن اس کے الفاظ جویرہ کو ہکابکا کر گئے۔مشتاق خبطی مر گیا وہ بھی اتنی خاموشی سے اسے یقین نہ آرہا تھا۔

’’آپ کون بات کر رہی ہیں؟‘‘ اس نے بے یقین انداز میں اس روتی ہوئی عورت سے پوچھا۔

’’اس کی گھر والی۔‘‘ ایک اور چونکا دینے والی خبر، جبکہ وہ آج تک مشاق کو ایک رنڈوا مرد سمجھتی رہی جس کے بقول جویریہ کی شکل اس کی مرحومہ بیوی سے ملتی تھی۔

’’مگر وہ تو کہتا تھا کہ اس کی بیوی مر چکی ہے۔‘‘ اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔

’’جھوٹ کہتا تھا وہ...‘‘ عورت روتے ہوئے بولی۔

’’آپ جویریہ بی بی تو نہیں ہیں؟‘‘ روتے روتے اس عورت کو کچھ یاد آگیا۔

’’ ’’ہاں...‘‘ اب اپنا آپ چھپانے کا کچھ فائدہ نہ تھا۔’’تم مجھے کیسے جانتی ہو؟‘‘ جویریہ نے حیرت سے سوال کیا۔

’’ ’’میں آپ کو اس وقت سے جانتی ہوں جب میرا مرد آپ کے عشق میں گرفتار ہوکر اپنی دنیا بھلا بیٹھا وہ اپنی ہر بات گھر آکر مجھے بتاتا تھا میں جانتی تھی کہ وہ آپ کے پیچھے بہت خوار تھا۔‘‘

’’ ’’تو پھر تم نے اسے روکا کیوں نہیں؟‘‘ جویریہ کو اس عورت سے باتیں کرنا اچھا لگ رہا تھا۔

’’ ’’کیا کرتی روک کر باجی میں تو صرف یہ چاہتی تھی کہ کسی بہانے وہ خوش رہے اسے خوش دیکھنا میری زندگی تھا بیچارا پچھلے دو سالوں سے اپنے جسم میں کینسر کا روگ پالے پھر رہا تھا وہ اور اس مرض نے اس سے سب کچھ چھین لیا ہر دم پریشان رہتا کیونکہ جانتا تھا کہ عنقریب موت اسے آن دبوچے گی۔ایسے میں اسے آپ کی صورت میں اپنی زندگی نظر آگئی اور جانے کیسے وہ آپ کی محبت میں گرفتار ہوگیا۔‘‘ اس عورت کا ایک ایک لفظ جویریہ کے دل کے اندر اتر رہا تھا جب اس نے یہ سنا کہ مشتاق خبطی کینسر کا مریض تھا اس کی آواز بالکل بند ہوگئی اسے سمجھ نہ آرہا تھا کہ اب وہ کن الفاظ میں دوسری طرف موجود عورت کو پرسہ دے۔

’’آپ کی محبت نے چند دنوں کے لئے اسے وہ ہی پرانا مشتاق بنا دیا جیسے دیکھ کر میں جی اٹھی اور اس کی خوشی میں راضی ہوگئی۔ویسے بھی بڑی بے ضرر سی خوشی تھی اس کی‘ جو کسی کا کچھ نہ بگاڑ رہی تھی پھر میں اسے کیوں روکتی۔‘‘ ساری وضاحت کے بعد اس عورت نے ایک بار پھر جویریہ کے سوال کے جواب میں اپنا سوال دہرایا جس کا کوئی جواب جویریہ کے پاس نہ تھا یہاں تک کہ اب شاید بول بھی نہ سکتی تھی۔

’’مجھے بہت...‘‘ اس نے کہنا چاہا مگر آنسوئوں کا ایک بڑا سا گولہ اس کے حلق میں پھنس گیا‘ جویریہ نے بنا کچھ کہے خاموشی سے فون بند کردیا اور پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔سچ ہے کچھ لوگ دنیا چھوڑ دینے کے بعد اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہتے ہیں اور خبطی مشتاق بھی ان ہی چند لوگوں میں سے ایک تھا جس کی اہمیت کا اندازہ اس کے جانے کے بعد ہوا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔
www.pakistanipoint.com

اختتام